ایک مجاہد عالم اور درویش

علاّمہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۹ھ عین عشورہ کے دن علم و عمل فضل و کمال مجاہدت و استقامت اور تقویٰ و طہارت کی ایک ایسی مسند خالی ہوئی جو غالباً عرصۂ دراز تک خالی رہے گی "انا للہ وانا الیہ راجعون"

اس سے ہماری مراد حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال ہے۔ یہ حادثہ محض مولانا کے اہلِ خاندان یا مسلمانانِ اجمیر ہی کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ سارا اسلامی ہند اس سے متاثر اور اپنی کم نصیبی پر نوحہ کناں ہے!

وماکان قیس ہلکہ ہلک واحد
ولکنہ بنیان قوم تہدما

مولانا ایک نومسلم گھرانے میں پیدا ہوئے تھے والد ماجد مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم بلیا کے رہنے والے نومسلم راجپوت تھے اور والدہ بھی داخل اسلام ہوئی تھیں اور داناپور (بہار) ان کا گھر تھا۔ تعلق راج پوتانہ سے اس طرح پیدا ہوا کہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب ریاست ٹونک میں سکرٹیری کونسل تھے چار پانچسو روپیہ تنخواہ ملتی۔ اسی علاقہ میں دیولی (راجپوتانہ) میں ۲۵ صفر ۱۲۹۱ھ کو پیدا ہوئے۔ اور باپ کے زیرِ سایہ زندگی کی ابتدائی منزلیں طے ہوئیں بچپن ہی سے سعادت و فیروزمندی کے آثار نمایاں تھے چنانچہ دولت و ثروت کی گود میں پلنے والے اس نوجوان نے ہمیشہ طالب علموں میں مساوات ہی کی زندگی بسر کی۔ امیرانہ ٹھاٹھ اور رئیسانہ شان کا کبھی مظاہرہ نہ کیا!

معقول و منقول کی تکمیل مولانا برکات احمد صاحب سے ہوئی علم ریاضی مولانا حضرت لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا۔ بائیس سال کی عمر میں ایسا رسوخ ہوگیا۔ کہ جس کی نظیر کم دیکھی گئی ہے اسی وقت سے درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ ہندوستان، اور ہندوستان سے باہر، بلخ، بخارا، چین، افغانستان اور دوسرے ممالک سے طلبہ جوق در

© rasailojaraid.com

جوق آنا شروع ہوگئے - اسی زمانہ میں ایک خاص واقعہ نے آپ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے - واقعہ یہ ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب تفسیر حقانی کے زیراہتمام آریوں سے ایک مناظرہ ترتیب پایا تھا - آریوں کی طرف سے پنڈت و اتسانند جی بحث کر رہے تھے مسلمانوں کی طرف سے بھی بڑے بڑے مناظر گفتگو کر رہے تھے، تین دن سے سلسلہ جاری تھا جب مولانا کی باری آئی تو آپ نے رُوح، مادہ، پرمیشور کی قدامت کے سلسلے میں حدوث و قدم کی طویل بحث کو اس خوبی سے بیان فرمایا کہ صرف ۲ منٹ میں پنڈت جی لاجواب ہو گئے اور موافق و مخالف آپ کے تبحر علمی کے قائل ہو گئے - !

ڈھائی سال مدرسہ نعمانیہ میں صدر مدرس رہنے کے بعد ۱۳۲۶ھ میں اجمیر کو شرف سکونت بخشا اور ۱۳۲۷ھ میں مدرسہ معین الدین قائم کیا - سرکار نظام جب اجمیر تشریف لائے اور حضرت مولانا کے درس میں مسلسل چھ وقت شریک ہوتے تو اس قدر متاثر ہوئے کہ خلعت شاہانہ سے سرفراز فرمایا اور مولانا انوار اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر مدرسہ معین الحق کو معینیہ عثمانیہ قرار دے کر ساڑھے بارہ سو روپیہ ماہانہ اس کے لئے جاری فرما دیا - مولانا اس مدرسہ کے صدر مدرس ہوئے اور پندرہ سال تک یہاں درس دیا ۱۳۴۳ھ کار پردازان مدرسہ اور مولانا میں اختلاف ہوا - چنانچہ انہوں نے استعفاء دیکر محرم ۱۳۴۳ھ میں دارالعلوم حنفیہ صوفیہ کے نام سے ایک دوسرا مدرسہ قائم فرمایا ! اور ۱۲ سال تک اس مدرسہ کے طلباء کو اپنے فیوض علمی و عملی سے سرفراز فرمایا ۱۳۵۵ھ میں مدرسہ کے اراکین حضرت مولانا کو پھر اپنے یہاں واپس لائے - لیکن سیاسی اختلافات کے نتیجہ کے طور پر ۱۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو بحکم سرکار نظام دارالعلوم معینیہ عثمانیہ سے آپ الگ ہو گئے - لیکن اس علیحدگی کے بعد بھی حلقہ درس پوری آب و تاب کے ساتھ قائم رہا - اس زمانہ میں درس و تدریس میں دوسرے علمی مشاغل بھی شامل رہے چنانچہ مولانا نے تصانیف کا ایک معتدبہ ذخیرہ چھوڑا ہے، جس کا اکثر حصہ ابھی طبع نہیں ہو سکا ہے، مثلاً ترمذی شریف کا ایک ناتمام حاشیہ وجود علم و معلوم، کلی طبعی، اور مسئلہ دہر پر مکمل اور جامع تقریریں، حضرت خواجہ غریب نواز کی محققانہ سوانح عمری وغیرہ! یہ چیزیں! انشاءاللہ جب اہل علم کے سامنے آئیں گی، اس وقت ان کو معلوم ہو گا کہ اجمیر کے اس بوریا نشین کی نگاہ تحقیق کتنی بلند تھی -

آخری زمانہ میں درگاہ بل کی اصلاح کے متعلق جو فتوےٰ مولانا نے مرتب فرمایا تھا۔ وہ اس قدر جامع اور موثر تھا کہ ایک طرف تو ہندوستان اور حرمین کے علماء نے اس کی تائید کی اور دوسری طرف ممبران اسمبلی نے اس بل کے ان تمام نقائص کو دور کیا جن کا شریعت اسلام سے تصادم ہوتا تھا!

یہ تھی مولانا کی علمی زندگی، عملی زندگی کا یہ حال تھا کہ اجمیر میں صد ہا بدعات کا خاتمہ کیا، اسلامی نقطۂ نظر سے ملک کی صحیح رہنمائی میں باوجود چند در چند مشکلات کے کبھی معلق کمی نہیں فرمائی۔

تحریک خلافت میں مذہبی فتویٰ کے جرم میں دو سال کی قید و بند کو اس پامردی اور عالی ہمتی سے برداشت کیا کہ علی برادران نے قدم چوم لیا جس زمانہ ابتلا میں مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء۔ اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء قید و نظر بندی کی تکلیفیں اُٹھا رہے تھے۔ اس وقت تحریک کی رہنمائی کیلئے آپ ہر ہفتہ دہلی تشریف لے جاتے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد مسائل حاضرہ پر تقریر فرماتے جمعیۃ العلماء کے اجلاس امروہہ کی صدارت فرمائی اور مستقل نائب صدر رہے صوبۂ راجپوتانہ کی مجلس خلافت کو آپ کی صدارت کا ہمیشہ فخر حاصل رہا، تحریک کشمیر کے زمانہ میں مجلس احرار اسلام کے ڈکٹیٹر رہے، مسلمانوں کے سوا برادران وطن بھی آپ کی سیاسی بصیرت کے معترف اور اس سے متاثر تھے۔

ان علمی اور سیاسی مشاغل کے ساتھ ساتھ سلوک اور تزکیہ باطن کی طرف بھی پوری توجہ تھی، مولانا کے والد حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب فرنگی محلی سے بیعت تھے، اور خود مولانا شاہ صاحب کے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب (والد حضرت مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی مرحوم) سے بیعت تھے!

استغنا، رجوع الی اللہ، توکل وغیرہ آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکے تھے آخری سال تو بڑے ہی صبر و استقامت اور متوکلانہ زندگی کے تھے، فرائض تعلیم و افتاء اور رشد و ہدایات کی ادائیگی کے بعد کبھی لوگوں میں بلا ضرورت نہ ٹھیرتے، ارباب وطن اہل دنیا خصوصاً امراء و حکام سے ہمیشہ بے تعلق رہے۔ لیکن جب کوئی خدمت والا میں حاضر ہوتا تو اپنے قلب میں مولانا کے اخلاق فاضلہ کا خاص اثر لے کر واپس جاتا!

© rasailojaraid.com

عبادت کا یہ حال تھا کہ فرائض کے سوا نوافل و مستحبات کے بھی ہمیشہ پابند رہے تادم واپسیں اپنے اوراد و اشغال میں فرق نہ آنے دیا حق گوئی میں کسی بڑی سے بڑی طاقت سے بھی نہیں ڈرے، اسلاف کی سنت کے مطابق قید و بند کی مصیبت سے بھی دو چار ہوئے لیکن اس کو بھی ہنسی خوشی برداشت کیا، اور ہمیشہ وہی کیا جو ایک مجاہد اور ربانی عالم کو کرنا چاہیئے۔

ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ بخاری وغیرہ میں جب یہ حدیث آئی کہ حضور کے مرض وفات کی تکلیف دیکھ کر حضرت فاطمہؓ رضی اللہ عنہا بے اختیار پکار اٹھیں "وایا ابتاہ" (ہائے میرے باپ، سرکار دو عالمؐ نے فرمایا "لا کرب علی ابیک بعد الیوم" (آج کے دن کے بعد تمہارے باپ پر مصیبت نہیں ہے)، تو اس جملہ پر حضرت مولانا بیتاب ہو جاتے، آنسو نکل آتے، چیخ نکل آتی بسا اوقات غشی طاری ہو جاتی مدرسہ میں درس دیتے وقت ہر مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا ہے -!

طلبہ اور علماء سے بہت محبت فرماتے تھے ہونہار طالب علم مولٰنا کا مرکز توجہ بن جاتا تھا، ہر سال موسم بہار میں طلبہ کا ایک تفریحی جلسہ جس کو اجمیر کی اصطلاح میں "گوٹ" کہتے ہیں، منعقد ہوتا، اس جلسہ میں ہر ملک کے طلبہ کے مروجہ کھیلوں کا مظاہرہ ہوتا تھا۔ مولٰنا طلبہ کی خاطر اس تفریحی اجتماع میں بھی شرکت فرماتے، بیت بازی ہوتی، اس میں ایک فریق کی طرف مولانا بھی ہوتے آپ ہی کا فریق اکثر غالب رہتا، اسلئے کہ مولانا کو اردو فارسی کے ہزار ہا اشعار یاد تھے۔

یہ واقعہ حیرت کے ساتھ سنا جائے گا کہ ڈیڑھ سو روپیہ مشاہرہ پاتے تھے لیکن تیس روپیہ ماہوار کے سوا باقی رقم طلبہ، سامان تعلیم اور نادر کتب کی فراہمی پر صرف کر دیتے تھے، کتاب کتنی ہی قیمتی ہو لیکن امکان بھر اس کو ضرور خریدتے، اور خواہ دوگنی قیمت ادا کرنی پڑتی، مگر بہتر نسخہ خریدتے، قرآن پاک بہتر سے بہتر طباعت کے مہیا فرماتے، کلکتہ کے بہترین کارخانہ میں بھیجکر اعلٰے قسم کی جلدیں بندھواتے تھے!

۵، محرم الحرام ۵۸ھ کو ایسے بیمار ہوئے کہ آخر وقت تک پاؤں سے معذور رہے دل و دماغ البتہ صحیح رہے، اور اس حالت میں بھی سلسلہ درس و تدریس جاری رہا۔

وفات سے دس یوم پیشتر تک حدیث کے اسباق ہوتے رہے۔ زندگی ہی میں عرصۂ دراز سے گورِ غریباں کو اپنا مسکن بنا لیا تھا احباب کے اصرار سے وہیں ایک مختصر مکان بن گیا تھا، جس کی تکمیل دارالعلوم کی اس رقم سے ہوئی، جو کمیٹی نے بطورِ اعترافِ خدمات مولانا کو پیش کی تھی، اسی مکان میں مولانا کا انتقال ہوا ہزارہا مسلمانوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی، جنازہ کی چارپائی میں لمبی لمبی بلیاں باندھی گئیں تھیں بیک وقت پچاسوں مسلمان کندھا دیتے تھے پھر بھی ہجوم اور لوگوں کے اشتیاق کی کوئی حد نہ تھی خواجہ اجمیری کی درگاہ میں مسجد شاہجہانی کے زیرِ سایہ تدفین ہوئی، قبر میں اتارتے وقت در و دیوار، اور درختوں پہ انسانوں کا ہجوم تھا۔ پسماندگان میں دو بچے (مولوی عبدالباقی صاحب اور ایک صاحبزادی) اور ایک بیوہ ہیں!

اجمیر کی قیام کی مدت ۴۳ سال اور کل مدتِ حیات ۶۰ سال ہے۔

"یہ کیسا عجیب اتفاق ہے کہ ٹھیک عاشورہ محرم میں جب لوگ واقعۂ کربلا سے سوگوار تھے، اس شہیدِ علم و عمل نے دنیا سے کوچ کیا۔ اور اجمیر میں اہلِ دل نے دوہرے محرم کا سوگ کیا۔"!

●●●●●

نبی اکرم کی اصل جلالتِ قدر اور عظمتِ شان کو کوئی نہیں جان سکتا، مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے کہ

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

ہمارے لیے اصل قابلِ غور مسئلہ یہ ہے کہ:
کیا ہم آپ کے دامن سے صحیح طور پر وابستہ ہیں؟
اس لیے کہ اسی پر ہماری نجات کا دار و مدار ہے

اس اہم موضوع پر
ڈاکٹر اسرار احمد کی مختصر لیکن نہایت مؤثر تالیف
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہمارے تعلق کی بنیادیں

کا خود بھی مطالعہ کیجیے اور اس کو پھیلا کر تعاون علی البر کی سعادت حاصل کیجیے

ہدیہ فی نسخہ: تین روپے تقسیم کے لیے یکصد سے زائد نسخوں پر ۳۳ فی صد کمیشن دیا جائے گا۔

بعثتِ انبیاء و رسل کا اساسی مقصد ——— اور
بعثتِ محمدی کی تکمیلی و تکمیلی شان ——— نیز
انقلابِ نبوی کا اساسی منہاج ———

ایسے اہم موضوعات پر
ڈاکٹر اسرار احمد
کی
حد درجہ جامع تصنیف

نبی اکرم کا مقصدِ بعثت

کا مطالعہ کیجیے

اعلیٰ سفید کاغذ ○ عمدہ طباعت ○ قیمت فی نسخہ ۔ روپے

مرکزی انجمن خدام القرآن ○ ۳۶۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور